برطانیہ کی مسلم آبادی میں قیدیوں کی دیکھ بھال اور بحالی

این یو آئی بوس /ایف ایم بھٹی☆

برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد ۲۰ اور ۳۰ لاکھ کے درمیان ہے۔ ان میں سے اکثریت دولت مشترکہ بالخصوص برصغیر پاک وہند سے تعلق رکھتی ہے۔ برطانیہ میں پیدا ہونے والے مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان میں سے بیشتر نقل مکانی کرنے والوں کے بچے اور اسلام قبول کرنے والے مقامی افراد شامل ہیں۔ اس طرح ان میں وہ مسلمان بھی ہیں جو مشرق وسطی، افریقہ، جنوب مشرقی ایشیا اور ویسٹ انڈیز سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن ملکوں سے لوگ آتے ہیں، ان میں وسائل جغرافیہ، تاریخ، ثقافت اور زبان کا بہت اختلاف ہے۔ چنانچہ برطانیہ میں مسلمان نسلی یا ثقافتی لحاظ سے مختلف برادریوں میں منقسم ہیں۔ گذشتہ ۴۰ سال کے عرصے میں برطانیہ میں مساجد کی تعداد میں ۴ گنا اضافہ ہوا ہے مساجد اور مسلم تنظیموں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ان کے رہنماؤں میں قیادت اور وسائل کے حصول کے لیے مسابقت جاری ہے۔ کسی بھی دوسری اقلیت کے مقابلے میں مسلمانوں نے کہیں زیادہ تعداد میں قومی اور مقامی تنظیمیں قائم کی ہیں۔ زیادہ تر کا تعلق مذہبی، تعلیمی اور سماجی بہبود کی سرگرمیوں سے ہے۔ تاہم اکثر اپنے آبائی وطن کی سیاست سے دلچسپی رکھتی ہیں۔

برطانوی جیلوں میں مسلمان قیدی

آغاز میں مسلم نو آباد کاروں کو مجبور کیا گیا کہ وہ شہر کے اندرونی حصوں میں جا کر رہیں جہاں وہ مقامی آبادی کے غریب طبقوں کی محرومیوں میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ بعض سیاستدانوں کے لئے یہ آسان تھا کہ وہ ان علاقوں کی غربت اور جرائم کو نو آباد کاروں کے سر جڑ دیں۔ بعد

☆N.U.I Bose and F.M. Bhatti, "Care and Rehablitation of Prisoners in the Muslim Community in Britain," *Journal of Muslim Minority Affairs*, 17:1 (1997) PP. 183-187 (تلخیص: سجاول خان رانجھا)

کے سالوں میں بہت سے نو آباد کار بہتر علاقوں کی طرف منتقل ہو گئے۔ بدلتی اقتصادی صورتحال اور منڈی میں اتار چڑھاؤ کا نتیجہ بے روزگاری اور کساد بازاری کی صورت میں نکلا۔ اس کے ساتھ برطانیہ میں جرائم میں اضافہ ہوا جس میں کچھ مسلمان بھی ملوث پائے گئے۔ بعض افراد نے غیر قانونی طور پر لوگوں کو برطانیہ لانے اور اجتماعی جرائم کے ارتکاب کا سلسلہ شروع کر دیا اور عدالتوں میں ان کے کیسوں کے فیصلے میں بہت وقت لگا۔ مسلم آبادی نے ان گروپوں کی بدلتی نوعیت کا احساس نہ کرتے ہوئے اسے قبول نہیں کیا۔ قیدیوں کی اکثریت کے لئے مذہبی تعلیم اور عبادت کے شعبے میں خیرات اور سماجی خدمات دستیاب ہیں۔ جن میں رسائی کے بعد رہنمائی، خوراک، پناہ اور روزگار کے لئے امداد وغیرہ شامل ہے۔ تاہم اکثر کیسوں میں سزا یافتہ افراد کے لئے ان کے خاندان کچھ زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوئے اور مسلمان قیدی مذہبی راہنمائی سے مستفید نہیں ہو پاتے۔

برٹش ہوم آفس نے لندن کی مرکزی مسجد کے اسلامی ثقافتی مرکز سے رجوع کیا اور اس سے جیلوں اور عدالتی حوالات میں بند مسلمان قیدیوں کی مذہبی اور روحانی رہنمائی کے لیے تعاون اور امداد کی استدعا کی۔ یہ مسلمان مبلغین اور اماموں کے لیے ایک نیا چیلنج تھا۔ انہیں اس کا تجربہ اور تربیت نہیں تھی۔ سب سے پہلے ان کے لئے شناختی کارڈ اور ہوم آفس سے اجازت نامہ حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد یہ دیکھنے کی کہ وہ اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ یہ سیدھا سادا قیدیوں کی وزٹ کا سوال تھا۔ اسلامک کلچرل سنٹر اور بعض دیگر مساجد اور اداروں نے چند امام اور رضا کار مقرر کئے کہ وہ جائیں اور مسلم قیدیوں سے ملاقات کریں۔ ان ملاقاتیوں کو شناختی کارڈ اور ملاقات کی اجازت کی دیگر دستاویزات جاری کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی سرگرمی میں اکثر امام حصہ لیتے ہیں۔ وہ بالعموم جمعہ کو ملاقات پر جاتے ہیں اور اپنے ساتھ گھریلو ساختہ خوراک کے پارسل لے جاتے ہیں۔ وہ جیل کے حکام کو رپورٹ کرتے ہیں۔ پھر انہیں جیل کے ایک ہال میں لایا جاتا ہے جہاں تمام مسلمان قیدیوں کی ان سے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ عام طور پر وہاں ایک مذہبی تقریر ہوتی ہے جس میں اپنی اصلاح اور توبہ پر زور دیا جاتا ہے۔

رمضان کے مہینے میں ملاقات ہر روز ہوتی ہے۔ تازہ پکے ہوئے کھانے کے پارسل صبح ناشتے (سحری) اور شام (افطار) کے لئے فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس مدت کے اختتام پر عید الفطر کی مناسبت سے ایک خصوصی تقریباتی ملاقات کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔

مذہب اور روحانیت برائے نجات

سزا بھگتنے کے باوجود مجرموں کی طرف سے جرائم کے اعادہ نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور جیل کی انتظامیہ کو آمادہ کیا ہے کہ وہ اصلاح احوال کے لئے مذہبی رہنماؤں سے مشاورت اور تعاون کا اہتمام کریں۔ چنانچہ جیل اور اس سے رہائی کے بعد تعلیم کا مذہبی اور روحانی پہلو بہت اہم ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں بعض مسلم افراد اور تنظیموں نے مسلمان قیدیوں کی بہبود اور بحالی کی قومی تنظیم کے قیام کا اہتمام کیا ہے۔ اسلامی کلچر سنٹر اور والتھا سٹوو کی متعدد مسلم تنظیموں اور مسلم رہنماؤں اور رضاکاروں نے اس تنظیم میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ بعض مسلمان مبلغین نے بھی مذکورہ تنظیم کے مقاصد اور سرگرمیوں میں اس کے ساتھ تعاون کا اعلان کیا ہے۔ تنظیم کے پیش نظر ٹاسک ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اس کے لئے مضبوط وابستگی، وسائل اور استعداد و اہلیت کی ضرورت ہے۔ پالیسی اور منصوبہ بندی کی تشکیل اور اسے روبہ عمل لانے کا عمل ایک طویل پراسس ہے۔ تاہم اس کے لئے وسائل کی کمی نہیں ہے۔ قیدیوں کی ملاقات کو جانے والے رضاکار ان کے لئے کتابیں، خوراک اور سفر کے لئے خود ہی رقم حاصل کر لیتے ہیں۔ ان میں سے اکثر حضرات مساجد یا مسلم خیراتی اداروں سے رقوم حاصل کرتے ہیں۔ مسلم قیدیوں کی فلاح اور بحالی کی قومی تنظیم نے مسلمان قیدیوں کی قید کے دوران اور رہائی کے بعد ان کے امور کو نبٹانے کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا ہے، اس پروگرام میں :

۱- نظام کو سمجھنے کی تربیت، جس میں انگریزی زبان کی اہمیت اور اسلام کا علم شامل ہے۔
۲- انگریزی اور قیدیوں کی اپنی زبان میں مواد کی فراہمی۔
۳- سماجی کام میں تعاون کے لئے رضاکار گروپوں کی تنظیم۔
۴- سابقہ سزا یافتہ افراد کو رہائش اور روزگار کے لئے امداد کی فراہمی۔
۵- سابق قیدیوں اور ان کے خاندانوں کو مشورے۔
۶- سابق سزا یافتہ افراد کی خود اعتمادی میں اضافہ کرنا۔
۷- مقامی آبادی کو قائل کرنا کہ وہ سابق سزا یافتہ افراد کی آبادکاری میں مدد کریں۔
۸- سابق سزا یافتہ افراد کی عملی امداد تاکہ وہ پرانی زندگی گزار سکیں۔
۹- تعلیم اور ہنر سیکھنے کے لئے وسائل اور مراکز کی نشاندہی۔
۱۰- اسلامی عقیدے اور عبادت پر زور دینا اور ان کی تربیت کرنا کہ وہ بطور مسلم خفیہ اور اعلانیہ غیر قانونی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں سے باز رہیں۔